شہادت نامہ

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

بزم جہاں میں دھوم ہے ماتم کے شین کی
یارو یہ غم فِزا ہے شہادت حُسینؓ کی

کیا سمجھے کوئی مؤمن رتبہ حُسینؓ کا
فرماتے ہر گھڑی تھے یہ محبوبِ کبریا

لخت جگر حسینؓ و حسنؓ نور عین ہیں
ہے نصف تن حسنؓ میرا باقی حسینؓ ہے

سُنتے تھے کوئی بچّے کے رونے کی جب صدا
بے چین ہو کے کہتے تھے سالارِ انبیاء

چِلّا کے رو رہا ہے کوئی طِفل نازنین
لو صاحبو خبر کہ حسینؓ نہ ہو کہیں

راتوں کو اُٹھ کے جوش میں محبوب کردگار
پھرتے تھے گِرد خانۂ زہراؓ کے بار بار

شہادت نامہ

آواز سُنتے تھے جو نواسوں کے رونے کی
فرماتے تھے پُکار کے زہراؑ سے یوں نبیؐ
بیدار ہو کے نیند سے روتا ہے زار زار
سمجھاؤ تا کہ جلد ہو دل کو مِرے قرار
زندہ تھے جب جہاں میں شہنشاہِ ذی حسب
کرتے تھے عید ماہِ محرّم میں سب عرب
سُننے کا ماجرا ہے دن آیا جو عید کا
حضرت سے جا کے دونوں نواسوں نے یوں کہا
چھوٹے بڑے مدینے کے پہنے ہیں سب لباس
نانا پھٹے پُرانے ہیں کپڑے ہمارے پاس
اہلِ قریش کپڑے پہن کر کے آئیں گے
مارے حیا کے ہم تو نہ مسجد میں جائیں گے
آزردہ دیکھ دونوں کو شہ کو قلق ہوا
درگاہِ کبریا میں نبیؐ نے یہ کی دعا

شہادت نامہ

یارب بہت صغیر ہیں دونوں یہ نازنین
پیغمبروں کے طور سے یہ واقف ذرا نہیں

اتنے میں آئے حضرتِ جبریلؑ تیز تر
خلدِ بریں سے لائے دو ملبوس خوب تر

کرنے لگے یہ عرض رسالت مآب سے
یہ دونوں جوڑے آب مصفا میں ڈالئے

حلّوں کو پانی میں وہیں حضرت نے ڈال کر
پوچھا کے رنگ کونسا مرغوب ہے پسر

بولے حسنؓ کہ رنگ ہمیں سبز چاہیے
نانا ہمارے جوڑے کو دھانی بنایئے

محبوب کبریا نے جو پوچھا حُسینؓ کو
ہنس کر کہا کہ جوڑا ہمارا تو سُرخ ہو

حلّے نکالے پانی سے جس وقت مصطفٰےؐ
اک جوڑا سُرخ دوسرے کا رنگ سبز تھا

شہادت نامہ

جب دونوں شاہزادے وہ جوڑے پہن چکے
آنکھوں سے جبرئیلؑ کو آنسو رواں ہوئے
حضرتؐ نے پوچھا روتے ہو بھائی کیوں اس قدر
جبرئیلؑ عرض کرنے لگے ہاتھ جوڑ کر
جوڑا پسند جس نے کیا سبز رنگ کا
الماس پی کے رنگ زمرّد سا ہووے گا
چاہا جو سُرخ جوڑے کو حضرت حسینؓ نے
یہ قتل ہو کے خون میں اپنے نہائیں گے
سلطانِ دو جہاں ہوئے سُنکے یہ بیقرار
اُمّت جو یاد آئی کیا صبر اختیار
یہ عرض پھر حُسینؓ نے کی ہو کے چشم تر
اہل مدینہ جاتے ہیں اونٹوں پہ بیٹھ کر
ہم کو بھی کوئی ناقہ ملے آج نانا جان
یہ سُن کے آپ اُٹھے شہنشاہِ دو جہاں

شہادت نامہ

فرمایا اتنا کس لئے خاطِر ملول ہے
ناقہ تمہارے واسطے حاضر رسولؐ ہے
یہ کہہ کے ان کو دوش پہ اپنے بٹھا لئے
ہنستے ہوئے مکان سے باہر نکل چلے
پھر راہ میں نواسوں نے یہ پوچھا نانا جان
پکڑی ہیں سب سواروں نے اونٹوں کی ریسمان
فرمایا پھر نبیؐ نے کہ افسردہ دل نہ ہو
اے نور عین زلفیں پیمبرؐ کی تھام لو
پھر چلتے چلتے دونوں نے حضرت سے یوں کہا
لوگوں کے اونٹ بولتے چلتے ہیں مصطفےٰؐ
جب دونوں شہزادوں کی مرضی کو پا گئے
عَفْ عَفْ پھر اپنے مُنھ سے محمدؐ پکار اُٹھے
حیرت ہوئی صحابہؓ کو یہ حال دیکھ کر
فرمایا مصطفےٰؐ نے پھر آنکھوں میں اشک بھر

شہادت نامہ

یہ دونوں ہیں عزیز مجھے جان سے سِوا
بیٹوں کو اپنے ان پہ میں قربان کر دیا

کر پرورش یہ دونوں کو اِس ناز و پیار سے
راہِ خدا میں دے دیا اُمّت کے واسطے

جو ان کا دوست ہے وہ ہمارا حبیب ہے
دشمن جو ان کا ہے وہ جہنم نصیب ہے

اب سامعین پہ کھل گیا رُتبہ حسینؓ کا
دل سے سُنو ہے آگے شہادت کا ماجرا

جب مصطفیٰؐ کا ہو گیا اللہ سے وصال
فرقت میں باپ کے کیا زہراؓ نے انتقال

مارا علیؓ کو سجدے میں تلوار سے پلید
الماس پی کے ہو گئے حضرت حسنؓ شہید

چاروں کو جب زمین کے اندر سُلا چکے
تنہائی اپنی دیکھ کر شبّیرؓ رو دیئے

شہادت نامہ

نانا کو یاد کر کے کبھی اشک بار تھے
بابا کو یاد کر کے کبھی زار زار تھے
کہتے تھے گاہ رو کے کہ امّاں گئیں گزر
سر کو پٹک کر کہتے تھے بھائی گئے گزر
تنہائی میں حُسینؓ کو چاروں کا سوگ تھا
تقدیر نے دلاسا دیا پھر تو یہ دیا
آئی نِدا ارادہ سوئے کربلا کرو
بچپن میں جو کیا تھا سو وعدہ وفا کرو
یہ سُنتے ہی حسینؓ نے ہمشیرہ سے کہا
بہنا سفر کو جائیں بُلاتی ہے اب قضا
زینبؓ یہ سُنکے کہنے لگیں کر کے شور و شین
نانا کی قبر پر گئے بہر وداع حُسینؓ
نزدیک پہنچے جس گھڑی قبر شریف کے
عمامہ کو اتار کے لپٹے مزار سے

شہادت نامہ

مجرا ہمارا آخری اب لیجئے نبیؐ
وقت دعا یہ ہے کہ دعا کیجئے نبیؐ

پانی نہ پاؤں واں تو نہ گھبراؤں پیاس سے
خنجر کے نیچے صبر کروں وقت ذبح کے

نالہ بلند جب ہوا زہراؓ کے ماہ کا
ایک شور اٹھا لحد میں محمدؐ کی آہ کا

نانا سے جب حسینؓ کو رخصت ہوئی عطا
زہراؓ کی قبر پر گئے پھر شاہِ کربلا

رخصت طلب جو ماں سے گئے بیقرار ہو
لرزہ ہوا لحد کو غش آیا حسینؓ کو

زہراؓ کی یوں صدا ہوئی لختِ جگر مرے
تم کیا چلے کہ ہم بھی ہیں ہمراہ آپ کے

روضہ پہ پھر حسنؓ کے گئے شاہ دو جہاں
چِلّا کے قبر پر گرے بھائی کے ناگہاں

شہادت نامہ

روکر کہا کہ چھوڑتے ہیں ہم مدینہ کو
اے بھائی جان بھائی کو رخصت عطا کرو

اِک عشق چھوٹے بھائی سے حضرت حسنؓ کو تھا
رخصت کا نام سُن کے قلق روح کو ہوا

آواز دی کہ ساتھ تمہارے نبیؐ بھی ہیں
ہم بھی ہیں ساتھ امّاں بھی ہیں اور علیؓ بھی ہیں

پھر آئے سب قریش و مہاجر سوئے حُسینؓ
اِک اِک مدینے والے سے رخصت ہوئے حُسینؓ

فرمایا پھر بہن کو کہ سب گھر کو ساتھ لو
صغرأؓ بخار میں ہے یہیں اس کو چھوڑ دو

بیٹی کو لے نہ چلنے کی جس دم خبر ہوئی
روتی ہوئی حُسینؓ کے قدموں میں گر پڑی

کی عرض میری بہن ہے اب ساتھ آپ کے
لونڈی کو بھی مدینہ میں تنہا نہ چھوڑیئے

شہادت نامہ

بابا سدھارے اب یہاں کیونکر رہوں گی میں
محمل میں گر جگہ نہ ہو پیدل چلوں گی میں

کبرٰیؓ کو اور سکینہ کو ہمراہ لے چلے
بیکار مجھ کو سمجھے یہیں چھوڑ کر چلے

تپ بھی اگر چڑھے تو نہ سویا کروں گی میں
اصغر علیؓ کا جُھولا جُھلایا کروں گی میں

بابا میں صدقے جاتی ہوں لونڈی کو ساتھ لو
مر جاؤں راستے میں اگر میں تو گاڑ دو

صغراؓ کو پھر تو شہ نے گلے سے لگا لیا
فرمایا شہ نے ہوش میں آ میری دلرُبا

کس طرح ساتھ لے چلوں اے میری نازنین
بیمار کو سفر میں بھی لے جاتے ہیں کہیں

صغراؓ نے جبکہ مرضی نہیں دیکھی باپ کی
چِلّا کے بی بی بانو کے قدموں پہ گر پڑی

شہادت نامہ

آئی حرم میں جس گھڑی عباسؓ کی خبر
شبیرؑ رو رو کہتے تھے ٹوٹی مری کمر

بی بی سکینہؑ کہتی تھیں رو رو ہر ایک سے
کھوئی چچا کو آج میں پانی کے واسطے

اے دوستاں شاہ یہ رونے کی جائے ہے
ارض و سما سے رونے کی آواز آئے ہے

ایک لختِ دل حسینؑ کا باقی تھا رہ گیا
جس رشکِ مہ کی شکل تھی ہمشکل مصطفٰےؐ

اس نوجوان کا عزم بدر السّلام ہے
صفحہ جہاں پہ جس کا جواں مرگ نام ہے

اصغرؑ کو پیاسا جب شہ ابرار پاتے تھے
چھاتی لگا کے اپنا انگوٹھا چوساتے تھے

اکبرؑ نے رو کے عرض کیا شہ سے یا امام
قربان سب تو ہو چکے باقی ہے یہ غلام

شہادت نامہ

ماں کا بھی سینہ بیٹی کے رونیسے پھٹ گیا
بیٹی کو پھر بُلا کے گلے سے لگا لیا

صغراؓ پچھاڑ کھا کے گری پھر زمین پر
ماں باپ کے بچھڑنے کا صدمہ تھا سخت تر

صغراؓ کو فرطِ غم سے بس عالم تھا نزع کا
مکہ کی سمت سرورِ عالم رَواں ہوا

آنکھوں میں مثلِ خار کھٹکتا تھا ہر دیار
مُڑ مُڑ کے دیکھتا تھا مدینے کو بار بار

مکّہ کا جب طواف شہ دیں نے کر لیا
پھر کربلا کی راہ لی وہ سبطِ مصطفٰےؐ

منزل میں ایک شامی مسافر ملا جواں
مسلمؓ کا حال پُوچھے شہنشاہِ دو جہاں

رو رو کے عرض کرنے لگا قاصدِ سعید
مسلمؓ مع پسر ہوئے تشنہ دہن شہید

شہادت نامہ

مسلمؓ کا حال سُن کے شہ دیں نے رو دیا
فرمایا رو کے یہ تو قضا کا ہے سامنا
مرنے کا جس کو ڈر ہو چلا جائے اپنے گھر
سُن کر کئی چلے گئے منہ اپنا موڑ کر
اِستادہ کربلا میں ہوئے خیمے شاہ کے
ہفتاد تن حسینؓ کے ہمراہ رہ گئے
انبوہ تھی سپاہِ یزید پلید کی
حلقہ میں اس کے گھر گیا سب لشکر نبی
گھیرے تھے اہل بیت پہ عالم تھا پیاس کا
پانی نہ لینے دیتے تھے ندی سے اشقیا
پانی طلب جو کرتے تھے سلطان دو جہاں
راوی نے یوں لکھا ہے کہ کہتے تھے شامیاں
حاکم کا حکم ایسا ہے پانی بشر پیئیں
گھوڑے پیئیں سوار پیئیں اور شتر پیئیں

شہادت نامہ

جو تشنہ لب جہاں میں ہوں سب آنکر پئیں
حیواں پئیں پرند پئیں جانور پئیں
کافر تلک پئیں تو نہ تم منع کیجیو
ایک فاطمہؓ کے لال کو پانی نہ دیجیو
جب ظالموں نے کر لیا بلکل محاصرہ
حُر شہید شاہ پہ پہلے فدا ہوا
سارے رفیق تنگ ہوئے انکے ہاتھ سے
ندی پہ جا کے جامِ شہادت کا پی لئے
جب خاتمہ تمام رفیقوں کا ہو گیا
پھر بھائی اقربا نے کیا قصد جنگ کا
قاسمؒ حسنؓ کا لعل بھتیجا حسینؓ کا
اُٹھتی ہوئی جوانی تھی پندرھواں سال تھا
اب جوش جنگ کا ہوا اس نور عین کو
نرغے میں کافروں کے جو دیکھا حسینؓ کو

شہادت نامہ

گھوڑے سے اُترا سر رکھا قدموں پہ شاہ کے
رو کر کہا غلام کو رن کی رضا ملے

فرمائے یوں بھتیجے سے سلطانِ نیک خو
اچھی نہیں جوانی میں مرنے کی آرزو

قاسمؓ کی عرض یہ تھی مجھے سر کٹانے دو
محشر کے روز باپ سے شرمندگی نہ ہو

شہ نے حرم میں لا اُسے نوشہ بنا دیا
بیٹی سے عقد باندھ کے پھر رن کی دی رضا

نکلا حرم سے قاسمؓ نوشاہ شاد ہو
بخشا کے مہر بی بی سے اور ماں سے دودھ کو

آ کے سکینہؓ کہنے لگی اس سے ناگہاں
پانی پلا دے بدلے میں شربت کے بھائی جان

قاسمؓ اُسے دلاسا دے گھوڑے پہ ہو سوار
لشکر پہ ظالموں کے گرا جا کے ایک بار

شہادت نامہ

لاکھوں لعینوں کو تہ تلوار کر دیا
ارزق سے پہلوان کو بھی فی النّار کر دیا
جس دم لب فرات پہ پہنچا وہ تشنہ کام
پیاسے کو مارا گھیر کے تیروں سے اہل شام
زخموں سے چور کر دیا اس نور عین کو
گھوڑے سے جب گرا تو پکارا حسینؓ کو
نزدیک پہنچے شاہ تو حالت تھی نزع کی
تسلیم کر اشارے سے جنّت کی راہ لی
دولھا جو پایا قاسمؓ نوشہ کو شاہ دیں
کپڑے لہو میں سرخ تھے اور لال تھی زمین
فرمایا رو کے دولھا تو جنگل میں مر گیا
کبریٰؓ تو بیوہ ہو گئی بھائی کدھر گیا
دولھا گیا تو رونے لگیں ساری بیبیاں
بانو نے تب بڑھا دئے دُلہن کی چوڑیاں

شہادت نامہ

زینبؓ کے دو تھے لختِ جگر جانِ مرتضٰیؓ
جعفرؓ تھا نام ایک کا اور عونؓ ایک کا

ماں سے رضا جو مانگی تو مادر نے یوں کہا
جلدی سے اپنے ماموں پہ تم جا کے ہو فدا

مُنہ پھیر کے لعینوں سے آؤ گے جیتے جی
محشر میں منہ نہ دیکھوں گی نہ بخشوں گی دودھ بھی

ماں کے قدم کو چوم کے دونوں نے یوں کہا
ماموں کے ہم غلام ہیں اے جانِ مرتضٰیؓ

منہ پھیر ظالموں سے پیاسے نہ آئیں گے
اب جیتے جی علیؓ کے نواسے نہ آئیں گے

پھر آئے پاس شاہ کے وہ دونوں نازنین
رخصت لی رن کی عرض کیا یاامام دیں

تم فاطمہؓ کے لال ہو سبطِ رسولؐ ہو
ماموں دعا کرو کہ شہادت قبول ہو

شہادت نامہ

رخصت لے دونوں دلبر زہراؑ حسینؑ سے
گھوڑے اٹھا یزید کے لشکر پہ جا گرے
مارے بہت لعینوں کو جب دونوں تشنہ کام
بوچھار تیروں کی کرے گھبرا کے اہل شام
دونوں شہید ہو کے ہوئے خلد کو رواں
زہراؑ نے مرحبا کہا زینبؑ نے شادماں
عباسؑ بھی حسینؑ کی تنہائی دیکھ کر
رو کر پکارے شاہ کو یا شاہِ بحر و بر
جنگل میں آپ اکیلے ہیں تیروں کی مار ہے
مجھ کو بھی حکم دیجئے سر تن پہ بار ہے
رو کر کہا یہ شہ نے کمر کو نہ توڑیئے
عباسؑ بھائی مجھ کو اکیلا نہ چھوڑیئے
عباسؑ بولے مجھ کو بھی اے بھائی لڑنے دو
بابا علیؑ سے حشر میں شرمندگی نہ ہو

شہادت نامہ

خیمہ میں آپ آئے بصد شوکت و حشم
عباسؓ کے گلے ملے روتے ہوئے حرم
سب بیبیوں سے مل کے جو رن کو ہوئے رواں
بالی سکینہؓ روتی ہوئی آئی ناگہاں
سوکھی زباں دکھا کے کہا اے مِرے چچا
میں تشنگی سے مرتی ہوں پانی تو دو پلا
عباسؓ رو کے بولے کہ یاد ختر امام
جیتا پھرا تو پانی پلاتا ہے یہ غلام
لٹکا کے مشک کاندھے پہ رن کو رواں ہوئے
ندی پہ جا کے شام کے لشکر سے یوں کہے
تم جس کا کلمہ پڑھتے ہو اے قوم نابکار
سب آل انکی پیاس کے مارے ہے بیقرار
ایک مشک پانی دو مجھے ندی سے اشقیا
سقہ ہوں میں حسینؓ کی بالی سکینہؓ کا

شہادت نامہ

ندی پہ آڑے آئے ستمگار اس گھڑی
عباسؓ نے علم جو کیا تیغ حیدری

لشکر میں جا گھُسا اسد اللہ کی طرح
بھاگے تمام کوفی بھی روباہ کی طرح

مارے گئے بہت سے بہت بھاگے نابکار
نعرہ کئے کھڑا تھا وہیں شیر کردگار

ندی سے بھر کے مشک جو نکلا سوئے حرم
چُھپ چُھپ کے ظالموں نے کیا ہاتھ کو قلم

مشکیزہ مُنھ میں لے لیا بازو جو گر پڑے
کفار ان کو تیروں سے چھلنی بنا دیئے

عباسؓ زخمی ہو گرے جس دم زمین پر
روتے تھے پیاس بی بی سکینہؑ کی یاد کر

عباسؓ کو یہ بی بی سکینہؓ سے عشق تھا
پیاسے ہوئے شہید پہ پانی نہیں پیا

شہادت نامہ

جب ذوالفقار حیدری کی شاہ نے علم
انتیس سو پچاس لعیں ہو گئے قلم

آئی ندا فلک سے کہ بس ہاتھ تھام لو
بچپن میں جو کیا تھا سو وعدہ وفا کرو

یہ سُنتے ہی حسینؓ نے سر کو جُھکا لیا
تیغ و سناں چلانے لگے سارے اشقیا

ستّر ہزار زخم لگے ایک جسم پر
گھوڑے سے شاہ گر پڑے ہو کے لہو میں تر

خنجر لئے جو ہاتھ میں قاتل عیاں ہوا
نیّت کئے نماز کی تھے شاہِ کربلا

اک روز وہ تھا کاندھے پہ احمدؐ کے تھے سوار
اک روز یہ ہے سینہ پہ ہے شمر نابکار

شبیرؓ دیکھے غم میں پیمبر کو ننگے سر
فرماتے تھے نواسے کا حلقوم چوم کر

شہادت نامہ

سر میرا بار جسم ہے یا شاہ ذی حسب
بچّوں کی پیاس آپ کی تنہائی ہے غضب

شہ نے کہا مدینے کو اے لال جاؤ تم
اٹھارہ سال کی نہ کمائی گنواؤ تم

ہے منتظر بہن تیری شادی کے واسطے
ندی پہ جا کے سر کو نہ پیارے کٹایئے

اکبرؓ کو شاہ دیں سے جو رخصت ملی نہیں
خیمہ کے در پہ ماں کو پکارا وہ دل حزیں

ہمشکل مصطفٰے کو بس اب خوب دیکھ لو
امّاں میں مرنے جاتا ہوں تم دودھ بخشدو

یہ سُن کے بی بی بانو کو دردِ جگر ہوا
سوئے نجف پکاری دہائی ہے مصطفٰے

بھوکی رہونگی پیاس کا صدمہ سہوں گی میں
اس لال کو شہید نہیں ہونے دوں گی میں

شہادت نامہ

سر رکھ کے ماں کے قدموں پہ اکبرؓ نے یہ کہا
ہم عاشق الٰہ ہیں مرنے کا خوف کیا

سر کو کٹانا کام ہمارا ہے امّاں جان
گھر کو لُٹانا کام ہمارا ہے امّاں جان

بابا کھڑے پیاسے ہیں جنگل کے درمیان
چاروں طرف سے مار ہے تیروں کی امّاں جان

پھر بیبیوں سے لا کے ملائی وہ دلفگار
سب بیبیاں جُدائی سے روتی تھیں بار بار

خون جگر رواں ہوا بانو کی چشم سے
اکبرؓ پھر آئے روبرو سبطِ رسولؐ کے

بوسہ دیا رکاب کو قدموں پہ سر رکھا
ناچار حکم شاہ نے پھر جنگ کا دیا

میداں میں پہنچا سیّد عالم کا لال جب
مارا ہزار کوفیوں کو ایک تشنہ لب

شہادت نامہ

برہم کیا جو لشکر ظالم کو پھر وہاں
چاروں طرف سے کہتے تھے کفّار الاماں
چھلنی تھا تیروں سے علی اکبر کا تن سبھی
برچھی سِتم کی سینے میں ایک اور بھی لگی
دل پارہ پارہ ہو گیا ٹکڑے ہوا جِگر
غش کھا کے لال بانو کا آیا زمین پر
جب نور دیدہ شاہِ دو عالم کا گُم ہوا
شبیرؓ ڈھونڈنے لگے جنگل میں جا بجا
کہتے تھے میرے یوسف ثانی کدھر ہو تم
آواز دو حسینؓ کے جانی کدھر ہو تم
صورت نظر نہ آئی مجھے آج صبح سے
غم خوار ہائے کیا ہوئے بیکس حسینؓ کے
اتنے میں ایک سمت کو اکبرؓ نظر پڑا
زخمی تھا اور پیاس تھی عالم تھا نزع کا

شہادت نامہ

چھاتی لگا پسر سے یہ فرمایا دلفگار
سونا یہ جلتے دشت کا ہم کو ہے ناگوار

اکبرؓ نے رو رو عرض کیا غم نہ کیجئے
امّاں کو جا کے خیمہ میں تسکین دیجئے

اتنے میں روح پاک ہوئی خلد کو رواں
لے آئے لاشہ خیمے میں سلطانِ دو جہاں

اکبرؓ کا غم حُسینؓ کے خیمہ میں جب ہوا
لرزہ تھا آسماں کو زمیں کو تھا زلزلہ

بے دودھ گزرے اصغرؓ نادان کو تین دن
روتے تھے اس کو دیکھ کے سلطان انس و جن

فرمایا اس کو گود میں لے شہ نے تشنہ کام
شاید کے رحم کھائینگے بچّے پہ اہل شام

ماں نے کہا چھپایئے دامن میں شاہِ دیں
اکبرؓ کی طرح اس کو نہ کھو آیئے کہیں

شہادت نامہ

بولی سکینہؓ باباسے جلد لایئے
اصغرؓ کا جھوٹا پانی مجھے لا پلایئے

دریا پہ پہنچا فاطمہؓ زہرا کا لال جب
گودی میں لپٹا اصغرؓ نادان تشنہ لب

مارا وہ شیر خوار کو ایک تیر برملا
اصغرؓ کا حلق چھد گیا بازو حسینؓ کا

کیا دل تھا تین دن کے پیاسے کا دوستو
کیا صبر تھا نبیؐ کے نواسے کا دوستو

ہم عاصیوں کے واسطے کیا کیا ستم سہا
قبضہ میں دو جہاں تھے پہ شہ نے نہ کچھ کہا

ماں باپ صدقہ کردو بس ایسے شفیق پر
غم میں حسینؓ کے رہو دن رات چشم تر

دُرِّ یتیم زہراؓ کا تنہا جو رہ گیا
حسرت سے آسماں کی طرف دیکھ رو دیا

شہادت نامہ

فرمایا خویش و اقربا جنگل میں مر گئے
تنہا ہم آج بے سر و سامان ہو گئے

ظالم ہزاروں اور یہ مظلوم ایک ہے
تلواریں سیکڑوں مِرا حلقوم ایک ہے

آج ہم بھی سر کٹائیں گے لب پر فرات کے
آفت میں چھوڑ جاتے ہیں سجّادؑ ہم تجھے

پھر شہ نے رو کر حضرتِ سجّاد سے کہا
میں جیتے جی تو آپ کو مرنے نہ دیوؤں گا

شہ نے کہا بخار میں تم ناتوان ہو
سب بیبیوں کو لے کے مدینے کی راہ لو

دیں گے مصیبتیں تجھے لاکھوں یہ کوفیاں
بہتر ہے صبر کرنا مصیبت پہ میری جان

فرمایا شاہزادے نے بیٹا ہوں آپ کا
مر جاؤں گا تو شُکر سوا کچھ نہ بولوں گا

شہادت نامہ

رخصت حرم سے جب ہوا مظلوم کربلا
سب بیبیوں میں حشر نمودار ہو گیا

زینبؑ کو آخری کیا شاہ نے جب سلام
ہمشیرہ نے گلے سے لپٹ کر کیا کلام

سب جانتے ہیں بیٹی میں بنت نبیؐ کی ہوں
قہر خدا زمیں پہ اسی دم عیاں کروں

سیفی مِری زبان پہ نادِ علیؑ کی ہے
کیا بددعا کروں مجھے خاطر نبیؐ کی ہے

اے لختِ دل رسولؐ کے زہراؑ کے نور عین
سونپی خدا کو جاؤ سدھارو مِرے حسینؑ

بانو کو بے قراری تھی اس وقت اس قدر
بے آب جیسے ماہی تڑپتی ہے خاک پر

ایک غمزدہ کا حال میں لکھتا ہوں مؤمناں
پتھر کے بھی جگر سے لہُو سُنکے ہو رواں

شہادت نامہ

رخصت ہو سب سے شاہ چلے رن کو جس گھڑی
دامن پکڑ کے بی بی سکینہؓ چمٹ گئی
باتیں تھیں بھولی بھالی برس چار کا تھا سِن
گودی میں کھیلتی تھی شہ دیں کے رات دن
بولی پدر سے میں تمہیں جانے نہ دیوٗنگی
ایسے پیارے سر کو کٹانے نہ دیوؤں گی
مرنے میں کیا مزہ ہے جو جاتے ہو بابا جان
مجھ کو یتیم بولیں گی یثرب کی لڑکیاں
بہنوئی بھائی اور چچا جان مر گئے
تم کو خوشی ہے مرنے کی بتلاؤ کس لئے
گودی میں لے سکینہؓ کو فرمایا دل فگار
اُمّت گنہگار نبیؐ کی ہے بے شمار
جب تم یتیم ہو گی کٹے گا ہمارا سر
یہ ساری بخشی جائے گی بے خوف و بے خطر

شہادت نامہ

اُمّت کا نام سُن کے سکینہؓ یہ کہہ اُٹھی
تم سے بھی مجھکو پیاری ہے اُمّت رسولؐ کی
اس میں رضا نبیؐ کی ہے تو سر کٹایئے
بابا خوشی سے کہتی ہوں اب رن کو جایئے
القصہ قتل گاہ میں آیا وہ شہ سوار
فرمایا یوں لعینوں سے اے قوم نابکار
تم مجھ کو جانتے ہو نواسا نبیؐ کا ہوں
زہراؓ کا نور عین ہوں بیٹا علیؓ کا ہوں
سیّد کا قتل ظالمو جائز ہوا نہیں
اچھا نہیں تمہارے لئے یہ بھلا نہیں
عقبیٰ خراب ہووے گی دنیا نہ پاؤ گے
مجھ سے اگر لڑو گے جہنم میں جاؤ گے
کہنا نہ مانے سیّد عالم کا وہ شقی
برسائی چاروں سمت سے بوچھار تیروں کی

شہادت نامہ

اُمت رہائی پائی ہے قید گناہ سے
اے لال سر کٹا دے میں قربان حلق کے
گریاں حسنؓ کھڑے تھے پریشان مصطفٰے
بالوں میں خاک ڈالتی تھیں بی بی فاطمہؓ
تکبیر میں حسینؓ کا کاٹا لعیں نے سر
سبحان ربّ اعلیٰ تھا شہ کی زباں پر
اندھیرا تھا زمین پہ قیامت ہوئی بپا
حور و ملک پکارتے تھے وا محمداؐ
اہل حرم کے رونے کا کیا ماجرا لکھوں
طاقت زبان میں نہ رہی آہ کیا کروں
محشر کے روز اس کو بس آرام و چین ہے
اب دستگیر جس کا وسیلہ حسینؓ ہے
جب صدق دل سے مؤمنو یہ ماجرا سنو
آلِ نبیؐ کے نام پہ بس فاتحہ پڑھو